کیا متعہ حلال ہے؟

تالیف

محقق، نقّاد، شیخ القرآن و امام الحدیث

جناب علّامہ حافظ قاری

حبیب الرحمان صدیقی کاندھلوی رح

شائع کردہ

الرحمٰن پبلشنگ ٹرسٹ (رجسٹرڈ)

ون۔ اے۔ ۷/۳ ناظم آباد کراچی ۷۴۶۰۰

فون ۶۲۱۴۴۹

عقیدہ لائبریری
www.aqeedeh.com

یہ کتاب عقیدہ لائبریری سے ڈاؤن لوڈ کی گئی ہے.

www.aqeedeh.com/ur/

E-mail: book@aqeedeh.com

بعض مفید اسلامی ویب سائٹس:

www.aqeedeh.com	www.islamic-forum.net
www.sadaislam.com	www.khatm-e-nubuwwat.com
www.zekr.tv	www.kitabosunnat.com
www.kalemeh.tv	www.muhammadilibrary.com
www.ahlehaq.org/hq	www.islamqa.info/ur
www.islamhouse.com	www.quran-o-sunnah.com
www.eeqaz.com	www.deeneislam.com
www.tauheed-sunnat.com	www.nadwatululama.org

کیا متعہ حلال ہے ؟

تالیف

محقق، نقّاد، شیخ القرآن و امام الحدیث
جناب علامہ حافظ قاری
حبیب الرحمان صدیقی کاندھلوی رح

شائع کردہ

الرحمن پبلشنگ ٹرسٹ (رجسٹرڈ)

ون - اے - ۳/۷ ناظم آباد کراچی ۷۴۶۰۰

فون ۶۲۱۴۴۹

(جملہ حقوق محفوظ)

سلسلہ اشاعت نمبر ۱۱

اشاعتِ پنجم

دسمبر ۱۹۹۳ء ______ جمادی الثانی ۱۴۱۴ھ

نام کتاب	کیا متعہ حلال ہے؟
نام مؤلف	علامہ حبیبُ الرحمٰن صدیقی کاندھلوی
طبع اول	اپریل ۱۹۸۷ء
طبع پنجم	دسمبر ۱۹۹۳ء
صفحات	۳۲ (بتیس)
تعداد کتب	۲۰۰۰ (دو ہزار)
قیمت کتاب	۵/- (پانچ روپیہ)
طباعت	احمد پرنٹرز ناظم آباد

ناشر

الرحمٰن پبلشنگ ٹرسٹ (رجسٹرڈ)

۳-۷-ایچ - بلاک ۱ ناظم آباد - کراچی ۷۴۶۰۰

فون ۶۲۱۴۴۹

دنیا کی تمام متمدن اور غیر متمدن اقوام حتی کہ تمام مذاہب عالم آج تک زنا کو ایک معیوب فعل اور گناہ تصور کرتے رہے ہیں ۔ اور آج بھی موجودہ آوارگیوں اور عیاشیوں کے باوجود اسے معیوب ہی تصور کیا جاتا ہے ۔ کوئی شریف اور معزز طبقہ اس فعل بد کو اچھی نظر سے دیکھنا گوارہ نہیں کرتا ۔ حتیٰ کہ زمانۂ قبل از اسلام میں بھی اسے معیوب ھی تصور کیا جاتا تھا۔

لیکن زمانۂ قبل از اسلام میں بھی ایک ملک ایسا تھا جو اس فعل میں کوئی برائی نہ سمجھتا تھا۔ اور وہ واحد ملک ایران تھا جس میں زردشتی اور مانی مذہب رائج تھا مانی مذہب میں مائیں اور بہنیں تک حلال تھیں ۔ لیکن جب ایرانی حکومت کو زوال آیا تو یہاں کے بیشتر باشندوں نے اسلام کا لبادہ اُوڑھ کر اسلام کے خلاف تخریب کاری کی بنیاد رکھی ، اور اسلام کی راہ میں ہزار ہا رخنہ اندازیاں کیں ۔ حتیٰ کہ اس بدکاری کو بھی اسلام کا لبادہ اوڑھایا گیا ، اور اس کا اسلامی نام "متعہ" تجویز کیا گیا ۔ اور یہ تمام خرافات حضرت علیؓ اور ان کی اولاد کی جانب منسوب کر دی گئیں اس مجوسی طبقہ نے اپنے آپ کو شیعانِ علی کہنا شروع کیا ۔ اور آج بھی یہ طبقہ اسی نام سے موسوم ہے ۔

اس گروہ نے اسلام کے نام سے جو اپنا نیا مذہب جاری کیا اس کا نام فقہ جعفریہ رکھا گیا اور اسے جعفر بن محمد کی جانب منسوب کیا گیا ۔ اور پھر ان کے آباؤ اجداد اور ان کی اولاد کی جانب ایسی ایسی لغو کہانیاں منسوب کی گئیں کہ شیطان بھی ان سے پناہ مانگ گیا ۔ اور

اس طرح حب علی اور حب آل محمد کے پردے میں ان کو اتنا بدنام کیا کہ انکی اصل شخصیت بھی مخفی ہو کر رہ گئی۔ بلکہ لوگوں کے ذہن میں ان کی جانب سے بدگمانیاں پیدا ہونے لگیں اور یہ تمام خرافات اسلام کا نام لیکر وضع کی گئیں۔ جسکا نتیجہ یہ ظاہر ہوا کہ اصل مسلمان بھی انھیں مسلمان تصور کرنے لگے اور چونکہ اس فرقے کی مذہبی کتابیں عوام کی پہنچ سے باہر ہیں۔ اس لئے ان کی اصل حقیقت عوام کے علم میں نہ آسکی۔ اس لئے ہم یہ مضمون قارئین کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں تاکہ قارئین کو یہ معلوم ہو سکے کہ ان کے مذہب کی اصل بنیاد کیا ہے؟ اور انکا مخفی کیرکٹر پاکستان کے باشندوں کے سامنے آسکے ہم نے اس کتابچے میں تمام حوالے اہل تشیع کی کتابوں سے پیش کئے ہیں۔ بلکہ حتی الامکان اپنی جانب سے کچھ لکھنے سے بھی گریز کیا ہے۔

ہم سطور ذیل میں فقہ جعفریہ اور ائمہ شیعہ کے وہ اقوال پیش کر رہے ہیں، جن سے بدکاری اور زنا کی حلت کا ثبوت ملتا ہے۔ زرارۃ اعین کا بیان ہے۔

سئل ابو عبد اللہ علیہ السلام عن الرجل یتزوج المرأۃ بغیر شھود فقال لاباس بتزویج البتۃ فی ما بینہ و بین اللہ انما جعل الشھود فی التزویج البتۃ من اجل الولد لو لا ذالک لم یکن بہ باس	زرارہ کہتا ہے کہ امام جعفر سے ایسے شخص کے متعلق سوال کیا گیا، جو گواہوں کے بغیر عورت سے نکاح کرلے۔ امام نے فرمایا کوئی حرج نہیں۔ اللہ کے نزدیک یہ نکاح صحیح ہے۔ نکاح کے گواہ تو صرف اولاد کے لئے ہوتے ہیں۔ اگر نکاح میں اولاد مقصود نہ ہو تو بغیر گواہ کے نکاح میں کوئی حرج نہیں
(فروع کافی طبع جدید تہران ج ۵ ص ۳۸۷)	

یعنی جب اولاد مقصود نہ ہو تو بقول اہل تشیع جعفر صادقؒ کے نزدیک مرد و عورت تنہائی اور خلوت میں جب چاہیں، گواہوں کے بغیر باہم نکاح کرکے اپنی جوانی کی آگ بجھا سکتے ہیں۔ اور بقول ان کے یہ اللہ کے نزدیک نکاح ہوگا اور یہ فعل قطعاً حلال ہوگا۔

رہی یہ شرط کہ اس فعل بد سے مقصود اولاد نہ ہو تو یاد رکھئے کہ زانی اور زانیہ کا مقصود کبھی اولاد نہیں ہوتی۔ بلکہ محض شہوت رانی مقصود ہوتی ہے۔ یہ دوسری بات ہے کہ اس فعل کے نتیجے میں کوئی بچہ زبردستی ظہور پذیر ہو جائے تو اس کا مقام کوئی گوڑا گھر یا نالہ ہوتا ہے۔ ان دونوں میں سے کوئی فرد بھی اپنے اس عمل کے نتیجے کا بار اٹھانے کیلئے تیار نہیں ہوتا۔

ایسے حالات میں شیعوں کے نزدیک زنا صرف یہی ہے کہ زنا بالجبر ہو، اور جو زنا برضاء و رغبت ہو وہ زنا نہیں۔ بلکہ نکاح ہے حلال ہے۔ اسی باعث اس کام کیلئے گواہوں کی چنداں ضرورت نہیں۔

ہاں فرق اتنا ضرور ہے کہ اگر گواہ موجود ہوں تو اس کا نام "نکاح" ہے۔ اور اگر گواہ موجود نہ ہوں تو "متعہ" ہے۔ جواز روئے فقہ جعفریہ نہ صرف جائز بلکہ اتنی بڑی عبادت ہے کہ اس کے ذریعہ حضرات حسنین، حضرت علی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا درجہ حاصل کیا جا سکتا ہے۔ اس فعل پر کوئی قانون لاگو کرنا یا سزا دینا ایک ناقابل معافی جرم ہے۔ اور ہر وہ حکومت جو اس کا سدباب کرتی ہو، وہ شیعوں کے نزدیک ظالم حکومت ہے۔ اور ظالم حکومت کے خلاف پروپیگنڈہ، ہرزہ سرائی اور فتنہ انگیزی سب کچھ جائز ہے۔

ہمارے اس قول کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے جو محمد بن علی بن بابویہ قمی المتوفی ۳۸۱ھ نے اپنی کتاب "من لا یحضرہ الفقیہ" میں با این الفاظ نقل کی ہیں۔

عن مسلم بن بشیر عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال سالتہ عن رجل تزوج امرأۃ ولم یشھد فقال اما فیما بینہ و بین اللہ عزوجل فلیس	مسلم بن بشیر نے ابو عبد اللہ یعنی جعفر سے اس شخص کے متعلق سوال کیا جو بغیر گواہوں کے کسی عورت سے نکاح کرے انھوں نے فرمایا اس میں کیا حرج ہے۔ اللہ خود

بعده شیٔ ولکن ان اخذه سلطان جائر عاقبه

(من لا یحضرہ الفقیہ صہ ۲۵۱ / ج۳)

گواہ ہے۔ اس کے بعد کسی گواہ کی ضرورت نہیں لیکن اگر کسی ظالم حاکم نے پکڑ لیا تو سزا دے گا۔

یعنی جو حکومت اس بدکاری پر سزا دے وہ ظالم حکومت ہے۔ غالباً بنو امیہ کو اسی لئے بدنام کیا گیا ہے کہ انھوں نے اس مجوسی اور مانوی گروہ کو حرام کاری کی اجازت نہ دی تھی۔ کیوں کہ جعفر بن محمد ۸۰ھ میں پیدا ہوئے۔ اور یہ اموی دور تھا جو ۱۳۱ھ تک قائم رہا۔ اس کے بعد دور عباسیہ شروع ہوا اور انکے دور میں بھی یہ مجوسی اور سبائی طبقہ بغاوت کرتا رہا۔ ان دونوں خلافتوں میں حرام کاری پر پابندی لگی رہی اسی لئے یہ لوگ بدنام زمانہ ہیں۔

سوال یہ ہے کہ ظالم حکمران اس کار خیر پر سزا کیوں دیگا۔ اس کی صرف دو ہی وجوہات ہو سکتی ہیں۔ یا وہ فقہ جعفریہ سے ناواقف ہوگا۔ یا غیر جعفری یعنی ناصبیوں کی حکومت ہوگی۔ ناصبی ہر صورت میں ظالم ہے۔ وہ تو صاحب انصاف اسی وقت کہلا سکتا ہے جب کہ وہ اس مجاہد کو اتنے بڑے کارنامہ پر انعام سے نوازے کہ اس نے بلا وجہ گواہوں کو تکلیف نہیں دی۔ اور اتنا بڑا مورچہ خود ہی سر کر لیا۔

یہ ظالم حکومت کا کھٹکا ظاہر کرتا ہے کہ دل میں چور پوشیدہ ہے۔ اور ضمیر کچوکے لگاتا ہے کہ سُور کے گوشت کو مرغی قرار دیکر حلق سے نیچے اتارنا بڑا مشکل ہوتا ہے اسی لئے بدنامی ظالم حکومت کے سر رکھی گئی ہے

متعہ ایک چلو پانی کے عوض بھی ہو سکتا ہے

ہمارے قارئین کرام اس محاورے سے تو بخوبی واقف ہونگے کہ "ایک چلو پانی میں ڈوب مرو"، لیکن شاید اسکی صحیح وجہ سمجھنے سے وہ قاصر ہوں لیجئے آج ہم اس محاورے کی اصل وجہ آپکو بتائے دیتے ہیں

فروع کافی میں ایک واقعہ نقل کیا گیا ہے۔ جس نے متعدد عقدے حل کر دیئے ہیں۔ جو ہم قارئین کی خدمت میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔

عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال جاءت امرأة الی عمر فقالت انی زنیت فطھرنی فامر بھا ان ترجم فاخبر بذالک امیر المؤمنین صلوات اللہ علیہ فقال کیف زنیت فقالت مررت بالبادیة فاصابنی عطش شدید فاستقیت اعرابیا فابی ان یسقینی الا ان امکنه من نفسی فلما اجھدنی العطش وخفت علی نفسی سقانی فامکنته من نفسی فقال امیر المؤمنین ھذا تزویج ورب الکعبة

(فروع کافی صہ ۱۹۸ / ج۲)

ابو عبد اللہ کا بیان ہے کہ عورت عمر کے پاس آئی اور کہنے لگی کہ میں نے زنا کیا ہے مجھے پاک کر دیجئے۔ عمر نے اسکے رجم کا حکم دیا۔ اس کی خبر امیر المؤمنین صلوات اللہ علیہ (حضرت علی) کو دی گئی انھوں نے اس عورت سے دریافت کیا تو نے کیسے زنا کیا۔ اس نے کہا میں جنگل سے گزر رہی تھی کہ مجھے سخت پیاس لگی۔ میں نے ایک اعرابی سے پانی مانگا۔ اس نے اس شرط پر پانی دینا منظور کیا کہ میں اسے اپنے وجود پر قدرت دیدوں، جب مجھے پیاس نے مجبور کر دیا اور مجھے جان کا خطرہ ہوا تو اس اعرابی نے مجھے پانی پلایا اور میں نے اسے اپنی جان پر اختیار دیدیا۔ امیر المؤمنین (علی) نے فرمایا رب کعبہ کی قسم یہ تو نکاح ہے۔

۱۔ اس روایت میں ایک تو مخفی تبرا ہے۔ وہ یہ کہ حضرت عمرؓ جو اسوقت امیر المؤمنین تھے، انکے ساتھ تو امیر المومنین کا لفظ لکھا نہیں گیا۔ اور حضرت علیؓ جو اس وقت امیر المومنین نہ تھے ان کیساتھ درود بھی لکھا گیا جو انبیاء کرام کیساتھ مخصوص ہے۔ اس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عمرؓ پر مخفی تبرا کیا گیا۔

۲۔ اس روایت میں جو صورت عمل بیان کی گئی ہے۔ اسے خود عورت نے زنا تصور کیا، اور حضرت عمرؓ نے بھی اسے زنا قرار دیا۔ اور سوائے حضرت علیؓ کے کسی نے اسے نکاح تسلیم نہیں کیا۔ حالانکہ نہ گواہوں کا وجود تھا۔ نہ ایجاب و قبول تھا۔ بلکہ عورت کی مجبوری سے ناجائز فائدہ اُٹھایا گیا تھا۔

۳۔ اس فعل کا جو بانی مبانی تھا۔ یعنی وہ اعرابی اس کا اس روایت میں کوئی ذکر نہیں حالانکہ فرد جرم اس پر پہلے عائد ہونی چاہیئے تھی۔

۴۔ یہ بھی اس روایت سے معلوم نہیں ہوتا کہ حضرت علیؓ نے اسے نکاح کب قرار دیا بظاہر یہ محسوس ہوتا ہے کہ سزا کا حکم سنانے کے بعد اسے چھوڑ دیا گیا تب حضرت علیؓ نے صرف اس عورت کو یہ فیصلہ سنایا۔

۵۔ حضرت علیؓ نے اپنا یہ فیصلہ صرف عورت کو سنایا۔ حالانکہ انھیں چاہیئے تھا کہ وہ حضرت عمرؓ کو صحابہؓ کی موجودگی میں اسکا مشورہ دیتے کہ وہ یہ حکم واپس لیں۔ ورنہ فقہ جعفریہ نافذ کرنے کی کوئی مہم چلائی جاتی۔ پہلی صورت میں حضرت علیؓ پر کتمانِ دین کا الزام آتا ہے۔ اور دوسری صورت میں دین کے معاملے میں انکی بزدلی ثابت ہوتی ہے اور ہر دو صورت میں حضرت علیؓ پر الزام واقع ہوتا ہے۔ جس سے ان کی توہین لازم آتی ہے شیعہ تو اسکا جواب دینگے کہ حضرت علیؓ نے تقیہ کر لیا تھا۔ یعنی (عیاذ باللہ) منافقت سے کام لیا تھا۔ لیکن ایک صاحب شعور انسان اسے ہرگز قبول نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اہل عرب ایرانیوں کی طرح بزدل اور دھوکے باز نہ تھے۔

۶۔ اس واقعہ کو اگر حقیقت مان لیا جائے تو اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جس جگہ فقہ جعفریہ نافذ نہ ہو، وہاں سبائیوں کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنی فقہ کو عام کریں، اور اس کے نفاذ کی کوشش کریں۔ کیونکہ یہ انکے ائمہ کی شریعت کے خلاف ہے لہٰذا پاکستان کے شیعوں کو اپنے امام۔باڑوں کو تالے لگا دینے چاہئیں۔

۷۔ یہ متعہ صرف پانی پلانے کا معاوضہ تھا۔ باہم خود کوئی ایجاب و قبول تک نہ تھا، بلکہ عورت اپنی مجبوری کے باعث اس فعل پر آمادہ ہوئی تھی۔ گویا مذہب شیعہ میں عورت کی مجبوری سے ناجائز فائدہ بھی اٹھایا جا سکتا ہے۔ اور یہ کوئی جرم نہیں بلکہ عین کار ثواب ہے۔

گواہوں کا وجود ایک خاص غرض کے باعث ہوتا ہے

محمد بن حسن طوسی ۴۶۰ھ اپنی کتاب "تہذیب الاحکام" میں جعفر بن محمد سے نقل کرتا ہے، وہ فرماتے ہیں:۔

انما جعلت البینۃ فی النکاح من اجل المواریث	نکاح میں گواہ تو میراث کی وجہ سے رکھے گئے ہیں۔

(تہذیب الاحکام ص ۲۴۸ ج ۷)

عربی میں انما حصر کیلئے آتا ہے۔ جو اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ نفس نکاح کے ساتھ گواہوں کا کوئی تعلق نہیں، گواہ تو صرف اس لئے رکھے جاتے ہیں کہ میراث کے معاملہ میں جھگڑا واقع نہ ہو، لیکن جب صرف تفریحاً وقتی نکاح کرنا ہو تو گواہوں کے تکلف میں پڑنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ صرف زانی اور زانیہ کی باہمی رضامندی کافی ہے۔

سوتیلی ماں، ساس اور بہو سے بھی متعہ جائز ہے

سئل ابو جعفر عن رجل کانت عندہ امرأۃ فزنی بامھا او بنتھا او اختھا فقال ما حرم	ابو جعفر (باقر) سے اس شخص کے بارے میں دریافت کیا گیا۔ جس کے پاس بیوی موجود ہو، پھر وہ بیوی کی ماں، بیٹی یا بہن

حرام قط حلالا	سے زنا کرے انھوں نے فرمایا کوئی

حرام فعل حلال کو حرام نہیں کرتا ۔

محمد بن علی بن بابویہ قمی ۳۸۱ھ نے امام باقر کا قول ان الفاظ میں نقل کیا ہے

وان زنا رجل بامرأة ابنه وامرأة	اگر ایک شخص اپنے باپ کی بیوی یا اپنے
ابيه او بجاريه ابنه او بجارية	بیٹے کی باندی یا اپنے باپ کی باندی سے
ابيه فان ذالك لا يحرمها على	زنا کرے ۔ تو یہ زنا اس کی بیوی کو اس پر
زوجها (من لا يحضرة الفقيه ج۳ ص۲۶۴)	حرام نہیں کرسکتا ۔

حکم لواطت

لیکن اغلام بازی اور لواطت سے اس لڑکے کی ماں اور بہن حرام ہو جاتی ہیں ۔ محمد بن حسن طوسی ۴۶۰ھ لکھتا ہے

ومن فجر بغلام فاوقبه لم يحل	جو شخص کسی لڑکے کیساتھ برا کام کرے ،
له اخته ولا امه ولا ابنته ابداً	اور اسکے جسم میں داخل کردے ۔ تو اسکی
(تهذيب الاحكام ج۷ ص۳۰۹)	بہن ، اس کی ماں اور اسکی بیٹی اس مرد
	کے لئے حلال نہیں ۔

اسی تہذیب میں جعفر بن محمد کا یہ قول مروی ہے ۔

عن ابی عبد الله علیه السلام فی	ابو عبداللہ جعفر سے اس شخص کے معاملہ
رجل لعب بغلام هل تحل له امه	میں دریافت کیا گیا جو لڑکے کے ساتھ
قال ان كان ثقب فيه فلا	برا کام کرے ۔ انھوں نے جواب دیا کہ
	اگر اس شخص نے اس لڑکے کے جسم میں داخل
	کیا ہے تو لڑکے کی ماں اسکے لئے حلال نہیں ،

قارئین کرام اس سے ہرگز یہ تصور نہ فرمائیں کہ مذہب شیعہ میں اغلام بازی حرام ہے ۔ نہیں ، ایسا ہرگز نہیں ۔ بلکہ یہ تو ایرانیوں کا بہت پرانا پیشہ ہے ۔ وہ اس کی

حرمت کے کیسے قائل ہوسکتے ہیں ۔ ہاں اہل عرب ہمیشہ اس فعل بد سے پاک رہے اسی لئے عربوں کا محبوب عورت اور ایرانیوں کا محبوب مرد یعنی لونڈا ہوتا ہے ۔ اور اسی باعث ایرانی صوفیاء بھی لونڈوں سے عشق کرتے اور عشق مجازی کو عشق حقیقی کا ذریعہ تصور کرتے ہیں ۔

ایرانیوں کے یہاں اس لواطت سے صرف خانگی امور پر اثر پڑتا ہے ، ورنہ قانونی اور شخصی حیثیت سے شیعہ مذہب میں اغلام بازی قطعاً حلال ہے ۔

ابو محمد الحسن بن نوبختی جسکی تصنیف " فرق الشیعہ " مشہور ہے ۔ اور جس کی تعریف نور اللہ شوستری نے اپنی کتاب کے ص۴۲۶ پر کی ہے ۔ اور یہ شوستری شیعوں میں شہید ثالث کے لقب سے مشہور ہے ۔ نوبختی اپنی کتاب میں لکھتا ہے

وقالوا باباحة المحارم من	اور شیعہ کہتے ہیں کہ محرمات مباح ہیں
الفروج والغلمان واعتلوا فی	یعنی پیشاب گاہیں اور لڑکے " اور اللہ
ذالك بقول الله تعالىٰ او يزوجهم	تعالیٰ کے اس ارشاد " کہ مرد عورت
ذكرانا واناثا (فرق الشيعه ص۹۳)	نکاح کرتے ہیں " اسکا مقصد یہی
	ہے کہ اغلام بازی حلال ہے ۔

یعنی شیعہ مذہب میں مرد مرد سے بھی شادی کرسکتا ہے ۔ اس اصول کے لحاظ سے عورت کو بھی یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ کسی عورت سے شادی کرے شیعہ مذہب میں محرم عورتوں کی پیشاب گاہیں اور لواطت عین منشائے قرآنی کے مطابق ہے ۔ حالانکہ کوئی حیوان بھی نر سے تعلق نہیں رکھتا ۔

مذہب شیعہ میں عورتوں کے ساتھ بھی خلاف وضع فطرت فعل حلال ہے ۔ محمد بن طوسی لکھتا ہے ۔

سالت ابا الحسن الرضا عليه السلام	میں نے ابو الحسن رضا سے دریافت

عن اتيان الرجل المرأة من خلفها فقال احلتها آية من كتاب الله عز وجل قول لوط هؤلاء بناتي هن اطهر لكم وقد علم انهم لا يريدون الفرج

(تہذیب الاحکام ص ۴۱۵ ج ۷)

کیا کہ اگر کوئی اپنی عورت کے پیچھے کی جانب کرے تو انھوں نے جواب دیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کی ایک آیت سے حلال ہے، اور وہ (حضرت) لوط کا قول ہے۔ یہ میری بیٹیاں ہیں جو تمھارے لئے پاکیزہ چیز ہیں، حالانکہ لوط بھی جانتے تھے کہ ان کی قوم پیشاب گاہوں کو پسند نہیں کرتی۔

یہ تو موسیٰ رضا کا فتویٰ ہے اب جعفر بن محمد کا فتویٰ بھی دیکھ لیجئے۔

عن عبد الله بن ابي يعفور قال سالت اباعبد الله عليه السلام عن الرجل يأتي المرأة في دبرها قال لاباس به اذا رضيت۔

(تہذیب الاحکام ص ۴۶۰ ج ۷)

عبداللہ بن ابی یعفور کا بیان ہے کہ میں نے ابو عبداللہ جعفر سے اس شخص کے بارے میں دریافت کیا جو عورت کے ساتھ پیچھے کی جانب سے ملے۔ انھوں نے جواب دیا اگر عورت راضی ہو تو کوئی حرج نہیں۔

اغلام بازی سے نہ روزہ ٹوٹتا ہے اور نہ غسل کی ضرورت ہے

یہی عبداللہ بن جعفر فرماتے ہیں:۔

اذا اتى الرجل المرأة في الدبر وهي صائمة لم ينقض صومها وليس عليها غسل۔

(استبصار ص ۵۶ ج ۱)

اگر مرد عورت سے پیچھے کی جانب سے ملا اور وہ عورت روزہ دار تھی۔ تو عورت کا نہ تو روزہ ٹوٹا اور نہ اس پر غسل ہے

اس روایت سے صرف اتنا ثابت ہوتا ہے کہ عورت یا مفعول پر غسل نہیں ہے اور نہ اسکا روزہ ٹوٹتا ہے۔ لیکن اس مجاهد کے لئے کیا حکم ہے جس نے اتنی بڑی مہم سر کی ہے۔ تو جناب جعفر نے یہ مسئلہ بھی حل کر دیا ہے۔

سئل ابو عبد الله عليه السلام عن الرجل يصيب المرأة في مادون الفرج اعليها غسل ان هو انزل اولم ينزل قال ليس عليها غسل وان لم ينزل هو فليس عليه غسل

ابو عبداللہ سے دریافت کیا گیا۔ اگر ایک شخص اپنی بیوی سے پیچھے کی جانب ملے کیا اس عورت پر غسل ہے۔ خواہ مرد کو انزال ہو یا نہ ہو، انھوں نے جواب دیا عورت پر غسل نہیں، اور مرد پر بھی اگر اسے انزال نہ ہو تو غسل نہیں۔

متعہ کرنے کے بعد عورت حرام ہو جاتی ہے

سطور بالا میں یہ تو واضح ہو چکا ہے کہ سوتیلی ماں، بہو، بیوی کی ماں اور بہن وغیرہ سے زنا کرنے سے نکاح میں کوئی فرق واقع نہیں ہوتا لیکن حرمت کی کوئی نہ کوئی صورت تو ہونی چاہئے جس سے فقہ جعفریہ کی خانہ پوری ہو سکے، اور خواہشات نفسانیہ کی تکمیل میں بھی کوئی رکاوٹ حائل نہ ہو، اس کیلئے فقہ جعفریہ میں صورت یہ نکالی گئی ہے کہ جس عورت یا لڑکی سے ایک بار متعہ کیا ہے۔ وہ لڑکی اس مرد پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو گئی، اب اس کا نکاح اس مرد سے نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہ بغیر نکاح کے اپنی آگ بجھا چکا ہے۔ لہٰذا اب دوسروں کے لئے راہ ہموار ہونی چاہئے۔ قمی لکھتا ہے۔

ان الرجل اذا تزوج المرأة فزنى بها قبل يدخل بها لم تحل لانه زانت ويفرق بينهما

اگر ایک شخص نے کسی عورت سے نکاح کیا مگر اس سے پیشتر اس سے زنا کر چکا تھا تو اب یہ عورت اس کیلئے حلال نہیں۔ اور ان

(من لا یحضرہ الفقیہ ص ۲۶۳ ج ۳) دونوں میں تفریق کردی جائے گی۔

چونکہ اس شخص نے متعہ کے بعد اُس عورت سے نکاح کیا ہے۔ اور دوسروں کے حق پر ڈاکہ مارا ہے۔ لہٰذا ایسی صورت میں یہ زنا قرار دیا جائے گا۔ اور ان دونوں میں ہمیشہ کیلئے تفریق کردی جائے گی۔

پھوپی، خالہ سے نکاح جائز ہے

ابو جعفر یعنی باقر فرماتے ہیں۔

لا تنکح البنة الاخ ولا بنت الاخت علی عمتها وخالتها الا باذنهما وتنکح العمة والخالة علی البنت الاخ و بنت الاخت بغیر اذنهما

(من لا یحضرہ الفقیہ ص ۲۶ ج ۳
فروع کافی ص ۴۶۵ ج ۵، تهذیب الاحکام ص ۳۲۳ ج ۷)

بھتیجی کو پھوپی پر نکاح میں لایا جائے نہ بھانجی کو خالہ پر، سوائے انکی اجازت کے، اور پھوپی بھتیجی پر نکاح میں آسکتی ہے۔ اور خالہ بھانجی پر بغیر اجازت نکاح میں آسکتی ہے۔

آخر اس میں کیا راز پنہاں ہے کہ پھوپی اور خالہ کی موجودگی میں بھتیجی اور بھانجی سے تو بلا اجازت نکاح جائز ہے، لیکن بھتیجی اور بھانجی کی موجودگی میں پھوپی اور خالہ سے نکاح کرنے کیلئے بھانجی اور بھتیجی کی اجازت شرط ہے۔ اس کی وجہ صرف یہی ہو سکتی ہے کہ پھوپی اور خالہ عام طور پر بھتیجی اور بھانجی سے عمر میں کافی بڑی ہوتی ہیں۔ لہٰذا جوان عورتوں کی موجودگی میں بوڑھیوں کو کون گھاس ڈالتا ہے۔ اسی لئے اجازت کی شرط عائد کر کے اسکی راہ مسدود کر دی گئی۔ لیکن بوڑھیوں کی موجودگی میں جوان بھتیجیوں اور بھانجیوں سے لطف اندوز ہونے کی کھلی چھٹی دیدی۔

ایک باندی سے مختلف افراد لطف اندوز ہو سکتے ہیں

محمد بن مسلم کا بیان ہے کہ میں نے باقر سے دریافت کیا۔

قلت له الرجل یحل لاخیه جاریة قال نعم لا باس به ما احل له منها۔ (تهذیب الاحکام ص ۲۴۲ ج ۷)

میں نے دریافت کیا کہ اگر ایک شخص اپنی باندی اپنے بھائی کے لئے حلال کردے فرمایا کوئی حرج نہیں، اس نے بھائی کے لئے جو چیز حلال کی ہے وہ حلال ہے۔

باقر کے اس قول کی وضاحت ان کے صاحبزادے جعفر نے بایں صورت کی ہے۔ ابو بصیر کا بیان ہے۔

سالت ابا عبد الله علیه السلام عن امرأة احلت لابنها فرج جاریتها قال هو حلال له قلت افیحل له ثمنها قال لا انما یحل له ما احلت له قلت

(تهذیب الاحکام ص ۲۴۲ ج ۷)

میں نے ابو عبد اللہ سے دریافت کیا کہ اگر ایک عورت اپنے بیٹے کیلئے اپنی باندی کی پیشاب گاہ حلال کردے فرمایا وہ اسکے لئے حلال ہے۔ میں نے سوال کیا کہ کیا اس باندی کی قیمت حلال ہے، انھوں نے جواب دیا صرف وہ شے حلال ہے جو اس عورت نے حلال کی ہے۔

جب اس کی قیمت حرام ہے تو گویا وہ اس کے بیٹے کی ملکیت میں نہیں، اور کوئی باندی اسی صورت میں حلال ہوتی ہے جبکہ وہ ملکیت میں ہو، اور جب ماں نے بیٹے کو مالک نہیں بنایا تو وہ بیٹے کیلئے کیسے حلال ہوگی، اور اگر مالک بنایا ہے تو اس کی قیمت بھی حلال ہوگی۔

پیشاب گاہ عاریۃً بھی دوسرے کو دی جاسکتی ہے

اسی کتاب میں آگے چل کر بیان کیا گیا ہے۔

سأل رجل ابا عبد الله عليه السلام ونحن عنده عن عارية الفرج فقال حرام ثم مكث قليلا ثم قال لكن لا بأس بان يحل الرجل جاريته لاخيه ۔ (تہذیب الاحکام ص ۲۴۲ ج ۲)

ابوعبداللہ سے کسی نے دریافت کیا ۔ اسوقت ہم ان کے پاس موجود تھے، کہ کیا پیشاب گاہ عاریۃً دی جاسکتی ہے ۔ انھوں نے فرمایا حرام ہے پھر تھوڑی دیر ٹھہرے اور اس کے بعد فرمایا کوئی حرج کی بات نہیں ۔ اگر کوئی شخص اپنی باندی اپنے بھائی کیلئے حلال کردے

متعہ کی کوئی حد معینہ نہیں

ابوبصیر کا بیان ہے کہ ابوعبداللہ یعنی جعفر سے دریافت کیا گیا کہ کیا متعہ بھی چار کی تعداد میں داخل ہے ۔ انھوں نے فرمایا ۔

لا ومن السبعين

نہیں وہ ستر بار بھی ہوسکتا ہے ۔

یہ تو ابوبصیر کا بیان ہے، لیکن زرارہ بن اعین کا بیان ہے کہ ابوعبداللہ سے یہ دریافت کیا گیا کہ کیا متعہ بھی چار کی تعداد میں محدود ہے ۔ انھوں نے فرمایا ۔

تزوج منهن الفا فانهن مستأجرات

توان سے ایک ہزار شادیاں کرلے ۔ کیوں کہ وہ تو اجرت کی چیزیں ہیں ۔

متعہ ایک مٹھی گندم کے عوض جائز ہے

ابوسعید احول کا بیان ہے کہ میں نے جعفر سے دریافت کیا کہ متعہ کتنی مالیت کے عوض کیا جاسکتا ہے ۔ انھوں نے فرمایا ۔

كف من بر ۔ (تہذیب الاحکام ص ۲۵۸ ج ۲)

ایک مٹھی گندم کے عوض بھی ہوسکتا ہے ۔

موجودہ دور کے عیاش اور آوارہ لوگ جو کلبوں، رقص گاہوں اور طوائفوں کے کوٹھوں کے چکر لگاتے پھرتے ہیں، اور بلاوجہ وہ اپنی اتنی دولت برباد کرتے

ہیں، انھیں چاہیئے کہ وہ اس کام کیلئے سبائیوں کے گھر تلاش کریں، اس سے جہاں اس قسم کے لوگوں کو سہولت حاصل ہوگی ۔ وہاں مجوسی عورتیں بھی ثواب لوٹ لینگی اور حسن وحسین کے رتبہ پر فائز ہوسکیں گی ۔

ایک لکڑی کے عوض بھی متعہ جائز ہے

ابوعبداللہ سے دریافت کیا گیا ۔

ان الرجل يتزوج على عود واحد قال لا باس ولكن اذا فرغ فليحول ولا ينظر

ایک شخص ایک لکڑی کے عوض شادی کرتا ہے ۔ انھوں نے فرمایا کوئی حرج نہیں ۔ لیکن فراغت کے بعد وہاں سے چلا جائے، پیچھے مڑ کر نہ دیکھے ۔

کیونکہ گھوم کر دیکھنے کی صورت میں یہ خطرہ ہے کہ الٹی لکڑی سر پر نہ پڑ جائے اسی لئے مجوسیوں کے امام یہ ہدایت فرماتے ہیں کہ فوراً وہاں سے چلتا ہوجائے بلکہ پاؤں سر پر رکھ کر بھاگے، لیکن ایک مٹھی گندم کے معاملہ میں سر پر لاٹھی پڑنے کا خطرہ نہ تھا ۔ اسی لئے امام نے خاموشی اختیار کی ۔

مجوسی عورتوں سے بھی نکاح جائز ہے

محمد بن سنان نے موسیٰ رضا سے دریافت کیا ۔ کہ کیا یہودی اور نصرانی عورت سے نکاح جائز ہے ۔ انھوں فرمایا کوئی حرج نہیں ۔ میں نے سوال کیا

فمجوسية فقال لا باس

اور مجوسی عورت سے، فرمایا کوئی حرج نہیں ۔

یہ بھی ذہن میں رہے کہ سبائیوں کے نزدیک نکاح کا لفظ متعہ کیلئے بھی بولا جاتا ہے ۔ لہٰذا اس لفظ سے یہ تصور کرنا کہ صرف دائمی نکاح مراد ہے غلط ہے،

اور مجوسی عورتوں سے نکاح اس لئے جائز ہے کہ مذہب تشیع مجوسیوں ہی کی ایجاد ہے ۔

متعہ کیلئے کسی تحقیق کی ضرورت نہیں

مذہب تشیع میں شادی شدہ عورتوں سے متعہ جائز نہیں اس کام کیلئے کنواریاں مخصوص ہیں لیکن سبائی مذہب یہ بھی ہرگز گوارا نہیں کرسکتا کہ انکی شادی شدہ عورتیں اس نعمت عظمیٰ سے محروم رہیں ۔ لہٰذا اس فقہی اصول کے ساتھ ساتھ یہ اصول بھی وضع کیا گیا کہ کسی عورت سے یہ دریافت کرنے کی ضرورت نہیں کہ تو شادی شدہ ہے یا نہیں ، تاکہ حقیقت پر زبردستی پردہ ڈالکر اسے حلال کیا جاسکے

تہذیب الاحکام میں ہے ۔

متی اراد الرجل تزویج المتعۃ فلیس	جب کوئی شخص متعہ کا ارادہ کرے تو
علیہ التفتیش منہا بل یصدقہا	اس عورت کی تفتیش نہیں کرنی چاہئے
فی قولہا ۔	بلکہ اس کے قول کو سچ مانے ۔

بلکہ اس دریافت کرنے پر امام جعفر تو تنبیہ بھی فرماتے ہیں ۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے جعفر سے سوال کیا ۔

انی تزوجت امرأۃ متعہ فوقع فی	میں نے ایک عورت سے متعہ کیا ۔
نفسی انہا زوجۃ ففتشت عن ذلک	میرے دل میں گمان پیدا ہوا کہ وہ شادی
فوجدت لہا زوجا فقال ولم فتشت	شدہ ہے ۔ میں نے اس کی تفتیش کی

تو مجھے اس کا خاوند ملا ۔ امام نے فرمایا ۔ تو نے اس بات کی تفتیش کیوں کی

ناصبیہ عورت سے نکاح جائز نہیں

نکاح اور متعہ کے معاملے میں فقہ جعفریہ میں ہر قسم کی سہولت روا رکھی گئی ہے ۔ لیکن ناصبیہ عورت سے نکاح قطعاً حرام ہے ۔ خواہ وہ دائمی نکاح ہو یا متعہ ہو ۔

مؤرخین اور تمام اہل علم کے نزدیک ناصبیہ وہ گروہ ہے جس نے حضرت علی کا ساتھ چھوڑ کر ان کے خلاف بغاوت کی ، اور انھیں انکے ساتھ دینیوالوں اور انکو مسلم کہنے والوں کو کافر قرار دیا ۔ حضرت علی اس طبقہ سے جنگ کی جو جنگِ نہروان سے مشہور ہے ، لیکن شیعوں کے نزدیک ہر وہ شخص ناصبی ہے جو حضرات ابوبکر و عمر کو حضرت علی سے افضل مانتا ، یا خلفائے ثلاثہ کو خلیفۂ برحق مانتا ، یا آل محمد کے معاملہ میں شیعوں کا ہمنوا نہ ہو ۔ اس قسم کا عقیدہ رکھنے والی عورت یا مرد سے نکاح جائز نہیں ۔ گویا ہندو پاکستان میں شیعہ سنی کی جو باہم شادیاں ہوتی ہیں ، وہ مذہب شیعہ کی رو سے سب باطل ہیں ۔ اور جب یہ نکاح باطل ہے تو ان سے پیدا ہونے والی اولاد کیا حیثیت رکھتی ہے ؟ اس کا سوال ان مجتہدین اور سنی ملاؤں سے کرنا چاہیئے ۔

شیعوں کے امام جعفر فرماتے ہیں

لایتزوج المؤمن من الناصبیۃ	کوئی مؤمن مشہور ناصبیہ سے
المعروف بذلك ۔	نکاح نہ کرے ۔

(فروع کافی ص ۳۴۸، ۳۴۹ ج ۵، استبصار ص ۹۹ ج ۳)

فضیل نے ابو عبداللہ جعفر سے دریافت کیا

اتزوج الناصبیۃ قال لا	کیا ناصبیہ سے نکاح کیا جاسکتا ہے
(فروع کافی ص ۳۴۹ ج ۵)	انھوں نے فرمایا نہیں ۔

عبداللہ بن سنان کا قول ہے کہ میں نے ابو عبداللہ جعفر سے دریافت کیا ۔

الناصب الذی قد عرف نصبہ	وہ ناصب جس کا نصب اور عداوت
وعداوتہ ہل تزوجہ المؤمنۃ	مشہور ہو ، کیا اس سے کوئی مؤمنہ نکاح
وہو قادر علی ردہ وہو یعلم بردہ	کرسکتی ہے ۔ حالانکہ وہ اس کے رد پر
قال لا یتزوج المؤمن الناصبۃ	قادر ہو ۔ اور اس بات کو وہ ناصب

ولا یتزوج الناصبة المؤمنة ولا یتزوج المستضعف المومنة (فروع کافی ج ۵ ص۳۵۹ استبصار ص۹۹/۳)

بھی جانتا ہو، انھوں نے فرمایا کوئی مومن ناصبہ سے نکاح نہ کرے، اور نہ کوئی ناصب مومنہ سے نکاح کرسکتا ہے، اور نہ کوئی کمزور ناصب مومنہ سے نکاح کرسکتا ہے۔

کمزوری سے کیا مراد ہے جسمانی کمزوری یا اعتقادی کمزوری مراد ہے، ہمارے نزدیک اس سے اعتقادی کمزوری مراد ہے کہ جو سنی تشیع کی جانب مائل تو ہو لیکن اس نے دل سے رافضیوں کا ایمان قبول نہ کیا ہو، "وہ کمزور ناصبی" ہے جیسے پاکستان کے سُنّی کہ وہ سب کمزور ناصبی ہیں۔ کہ وہ حضرت علی اور انکے اولاد کے معاملہ میں تو شیعہ ذہن رکھتے ہیں، لیکن ابوبکر و عمر کے معاملہ میں وہ سنی عقیدے پر قائم ہیں۔ ایسے سنیوں سے بھی کسی شیعہ مرد و عورت کا نکاح جائز نہیں۔

فضیل بن یسار کا بیان ہے کہ میں نے ابوعبداللہ جعفر سے دریافت کیا کیا ناصبی سے نکاح جائز ہے، انھوں نے جواب دیا۔

لا واللہ ما یحل۔ — نہیں، اللہ کی قسم یہ حلال نہیں۔

(فروع کافی ص۳۵۰/۵۷)

عبداللہ بن سنان کا دعوی یہ ہے کہ میرے باپ نے جعفر سے سوال کیا کہ کیا یہودیہ اور نصرانیہ عورت سے نکاح جائز ہے۔ انھوں نے فرمایا۔

نکاحھا احب الی من نکاح الناصبة۔ — ان سے نکاح کرنا مجھے ناصبہ عورت کے نکاح سے زیادہ پسند ہے۔

(فروع کافی ص۳۵۱/۵۷)

یعنی ایک سنی عورت یہودی اور نصرانی عورت سے بدتر ہے۔ اور یہ نکاح قطعاً حلال نہیں۔

شیعوں کی مشہور کتاب "من لا یحضرہ الفقیہ" باب النکاح میں فقہ شیعہ کا یہ مسلک درج ہے۔

لا ینبغی للرجل المسلم منکم ان یتزوج الناصبیة ولا یتزوج ابنة ناصبی ولا یطرحھا عندہ (من لا یحضرہ الفقیہ ص۲۵۸/۳)

تم میں سے کسی مسلمان مرد کیلئے یہ لائق نہیں کہ وہ کسی ناصبہ سے نکاح کرے اور نہ کسی ناصبہ کی لڑکی سے نکاح کرسکتا ہے، اور نہ اسے اپنے پاس ڈال سکتا ہے

شیعوں کا یہ متفقہ فیصلہ نقل کرنے کے بعد محمد بن علی بابویہ قمی المتوفی ۳۸۱ھ یعنی اس کتاب کا مصنف اپنا فیصلہ ان الفاظ میں بیان کرتا ہے۔

من نصب حربا بالآل محمد علیه السلام فلا نصیب لھم فی الاسلام فلذلک حرم نکاحھم

جس شخص نے آل محمد کے خلاف جنگ کی ان کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں اسی لئے ان سے نکاح حرام کیا گیا ہے۔

یعنی ابتدا سے آج تک جتنے بھی سنی گذرے ہیں سب کافر ہیں انکا اسلام میں کوئی حصہ نہیں، اس لئے کہ سب سنی ابوبکر و عمر اور عثمان کی فضیلت کے قائل ہیں اور انھوں نے خلافت غصب کرکے آل محمد کی مخالفت کی اور یہی تسلسل آج تک جاری ہے، اور چونکہ یہ سب سنی کافر ہیں لہذا ان سے نکاح حرام ہے۔ لیکن لطف یہ ہے کہ یہودی، نصرانی اور مجوسی عورت سے نکاح جائز ہے۔ کیوں کہ یہ ابوبکر عمر اور عثمان کی فضیلت اور خلافت سے کوئی تعلق نہ رکھتے تھے اور جب ان سے نکاح جائز ہوا۔ تو بالفاظ دیگر مسلک شیعہ کی رو سے یہودی، نصرانی اور مجوسی مسلمان ہیں۔

"تہذیب الاحکام" کا مصنف لکھتا ہے۔

قال الشیخ رحمہ اللہ ولا یجوز نکاح — شیخ رحمہ اللہ کہتے ہیں، اس ناصبیہ سے

الناصبة المظهرة لعداوة آل محمد علیہ السلام یدل علی ذالك ما ثبت من كون هؤلاء كفار ابادلته ليس هذا موضع شرحها واذا اثبت كفرهم فلا يجوز مناكحتهم۔	نکاح جائز نہیں۔ جو آل محمد کی عداوت میں مشہور ہو۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ثابت ہو چکا کہ یہ لوگ کافر ہیں۔ جس کی شرح کی یہاں ضرورت نہیں۔ اور جب انکا کفر ثابت ہو گیا تو ان سے نکاح جائز نہیں۔

(تہذیب الاحکام ص ٣٠٣ ج ٧)

یہ ہیں عقائد شیعہ۔ ان عقائد کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس پر غور کیجیے کہ وہ شیعہ سنّی اتحاد کا جو دعویٰ کرتے، اور کہتے کہ ہم سب مسلمان ہیں، ہمارا اور تمھارا مذہب ایک ہے، یہ سب ایک فریب ہے۔ جو سنیوں کو مزید بے وقوف بنانے کیلئے اختیار کیا گیا ہے، ورنہ ان کے نزدیک تمام سنّی کافر ہیں۔ ایسی صورت میں سنیوں کا ان سے اتحاد کرنا، یا انکا ساتھ دینا کہاں تک روا ہو سکتا ہے۔

فضیل بن یسار نے امام باقر سے نقل کیا ہے کہ میں نے ان سے دریافت کیا کیا میں سنّی عورت سے نکاح کر سکتا ہوں، انھوں نے فرمایا

لا۔ لان الناصب كافر۔	نہیں۔ کیونکہ ناصب کافر ہے۔

(تہذیب الاحکام ص ٣٠٣ ج ٣)

یہاں ہم شیعوں سے ایک سوال ضرور کریں گے۔ کہ جب تمھارے نزدیک سنّی کافر ہیں اور ان سے نکاح حلال نہیں تو للّٰہ ذرا یہ تو بتا دیجئے کہ امام باقر کی زوجہ اور جعفر کی والدہ کون ہیں۔ یہ امام اہلسنت امام قاسم بن محمد کی صاحبزادی ہیں جو ابوبکر کے پوتے اور ام المومنین حضرت عائشہ کے پروردہ اور بھتیجے ہیں جن کے فتاویٰ اہلسنت میں مسلمہ ہیں۔ ان کے بارے میں شیعوں کی کیا رائے ہے

اگر یہ نکاح حلال نہیں تو آپ اپنے امام کے بارے میں کیا فتویٰ دینگے۔ ہم اس کے شدت سے منتظر ہیں۔ اور ساتھ ہی ساتھ یہ بھی بتا دیں کہ جب یہ نکاح حرام تھا تو اس نکاح سے پیدا ہونیوالی اولاد کیا حیثیت رکھتی ہے ؟ یعنی اپنے امام جعفر وغیرہ کے بارے میں آپ کیا رائے رکھتے ہیں۔

شیعوں کی مشہور فقہی کتاب "تحفۃ العوام" میں نائب حسین نقوی لکھتا ہے

"شیعہ عورت کا عقد اہل سنت کے ساتھ جائز نہیں"۔ تحفۃ العوام ص ٢٦٨

اسی کتاب میں دوسرے مقام پر تحریر ہے۔

"ناصبیہ، خارجیہ، اور بت پرست عورتوں کے ساتھ نکاح ناجائز ہے"

تحفۃ العوام ص ٢٧٥

"تہذیب الاحکام" میں ہے کہ امام باقر سے دریافت کیا گیا کہ کیا ناصبی کے ساتھ نکاح جائز ہے۔ انھوں نے فرمایا۔

لاتناکحهم ولاتأكل ذبيحتهم ولاتسكن معهم۔	نہ ان سے نکاح کرو، نہ انکا ذبیحہ کھاؤ، اور نہ ان کیساتھ سکونت اختیار کرو۔

(تہذیب الاحکام ص ٣٠٣ ج ٧)

پاکستان ہندوستان کے شیعوں نے سنیوں کے ساتھ نکاح کر کے اپنے مذہب کی مخالفت کی، اس طرح ائمہ کی مخالفت کا گناہ اپنے سر لیا، اور آل محمد کی مخالفت کر کے خود کفر اختیار کیا، وہاں ایک کفر یہ بھی ہے کیا کہ سب نے سنیوں کے ہاتھ کا ذبیحہ کھانا شروع کر دیا، حالانکہ ہندو پاکستان میں جتنے قصائی ہیں سب سنّی ہیں، اس طرح ان سب شیعوں نے حرام خوری اختیار کر لی اور اپنے ائمہ کے دین کو پس پشت ڈال دیا ہمارا مشورہ یہی ہے کہ اگر وہ خالص شیعہ رہنا چاہتے ہیں تو وہ ان دونوں باتوں سے گریز کریں، ورنہ وہ خود اپنے مسلک کی رو سے ناصبی قرار پائیں گے۔

اللمعة الدمشقیه کا مصنف مسئلہ کفو پر بحث کرتے ہوئے صـ۲۲۴ جـ۵ اور صـ۲۲۵ وغیرہ پر لکھتا ہے ۔

فهی معتبرة فی النکاح فلا یجوز	کفو کا لحاظ نکاح میں معتبر ہے ۔ لہٰذا
للمسلمة مطلقا التزویج بالکافر	کسی مسلمہ کا کسی کافر سے نکاح مطلقاً
وهو موضع وفاق ولا یجوز للناصب	جائز نہیں ۔ اور اس پر اتفاق ہے ۔
التزویج بالمومنة لان الناصبی	اور نہ یہ جائز ہے کہ کوئی ناصب مؤمنہ
شر من الیهود والنصرانی علی	سے نکاح کرے ۔ کیونکہ ناصبی یہودی
ما وری فی اخبار اهل البیت	اور نصرانی سے بھی بد تر ہے ۔ جیساکہ
علیهم السلام وکذا العکس ای هو	ہمارے اہلبیت کی روایات میں
تزویج المؤمن بالناصبة سواء الدائم	بیان کیا گیا ہے ، اسی طرح اس کے

او المتعة ۔ برعکس کسی مؤمن کا ناصبہ سے نکاح جائز نہیں ۔ خواہ یہ نکاح دوامی ہو یا وقتی ۔

ہم شیعوں کے اس فتوے پر اللہ تعالیٰ کے شکر گزار ہیں کہ انھوں نے سنّی عورتوں سے متعہ کو حرام کر کے اہل سنت کی عورتوں کی عصمت کو محفوظ کر دیا ، اور اس لحاظ سے بھی ہم شیعوں کے شکر گزار ہیں کہ انھوں نے اس بدکاری کو اپنے ہم مسلکوں تک محدود رکھا ۔ ورنہ معلوم نہیں کتنے سنّی اس گندے نالے میں غوطے لگاتے ۔

عبد اللہ بن یعفور نے جعفر کا قول نقل کیا ہے

وایاك ان تغتسل من غسالة الحمام	اور حمام کے غسالہ میں غسل نہ کرنا ،
وفیها تستجمع غسالة الیهودی	کیونکہ اس میں یہودی ، نصرانی ، مجوسی
والنصرانی والمجوسی والناصب	اور ناصب کا غسالہ جمع ہوتا ہے
لنا اهل البیت لهو شرهم فان الله	اور ناصب ہمارے اہلبیت کا دشمن

تعالیٰ لم یخلق خلقا انجس من	ہے ، اور ان میں یہ سب سے بد تر ہے ۔
الکلب وان الناصب لنا اهل البیت	کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کتے سے زیادہ
لانجس منه	نجس کوئی مخلوق پیدا نہیں کی ، اور جو
(اللمعة الدمشقیه صـ۲۲۴ جـ۵)	ہمارے اہل بیت کا مخالف ہو وہ

کتے سے بھی زیادہ نجس ہے ۔

یہ فتاویٰ فروع کافی ، کتاب الوسائل جامع عباسی اور روضۃ البہیہ میں درج ہیں

یہ تمام فتاوی سنیوں کیلئے دعوت فکر ہیں ، کہ جو طبقہ انھیں کتے سے بھی زیادہ نجس تصور کرتا ہو ، یہ اسے بھائی بتانے کیلئے نہ صرف تیار رہتے ، بلکہ ان کی بہت سی خرافات میں شریک ہوتے اور انکی رونقِ محفل بڑھاتے ہیں ۔ اگر سنیوں میں ذرا سی بھی غیرت ہے تو آج سے وہ یہ عہد کرلیں کہ نہ انکی مجلسوں میں شریک ہونگے ، نہ ان کے ساتھ مل کر تعزیہ داری کریں گے ، نہ سبیل حسین لگائیں گے ، اور نہ کونڈے کریں گے ۔ یہ سب شیعوں کی ایجادات ہیں ، ان کا سنی مذہب سے کوئی تعلق نہیں ۔

شیعوں کے جواب میں ہم یہ ضرور کہیں گے کہ وہ جانور جو نجس ترین ہے یعنی کُتا وہی تمہارا محبوب ہے ۔ اسی لئے اسکی یاد میں تم اپنا نام کلبِ علی ، کلب حسین اور کلب عباس رکھتے ہو ، حالانکہ حضرت علی اور حضرت حسین وغیرہ نے کبھی کُتا نہیں پالا ۔ اور جس طرح کتا اپنے ہم جنس کو برداشت نہیں کر سکتا اسی طرح شیعہ سنیوں کو برداشت نہیں کر سکتے ۔ لہٰذا سنیوں کو چاہیئے کہ وہ ان سے علیحدگی اختیار کرلیں ۔

ناصبی کون لوگ ہیں

ان تمام روایات اور فتاوی میں جس گروہ کو بغض و عداوت کا نشانہ بنایا گیا ہے ۔

اس کیلئے ناصبی کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ اگرچہ ہم نے بعض مقامات پر اس کا ترجمہ سُنّی سے کیا ہے، لہٰذا یہ ضروری ہے اس لفظ کے اُس مفہوم کی وضاحت کر دی جائے جو فقہ جعفریہ میں بیان کی گئی ہے۔ انوار النعمانیہ ص ۱۸۵ پر ہے۔

لعلك تقول ان مخالفينا يزعمون انهم لا يبغضون عليًا وهذا زعم باطل وقد روی عن رسول الله صلی الله علیه وسلم ان علامة بغض علی تقدیم غیره علیه و تفضیله علیه	شاید تو یہ کہے کہ ہمارے مخالف تو یہ کہتے ہیں کہ وہ علی سے بغض نہیں رکھتے لیکن یہ تخیل باطل ہے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ بغض علی کی علامت یہ ہے کہ دوسروں کو ان پر مقدم کیا جائے، یا دوسروں کو ان پر فضیلت دی جائے۔

تو گویا ہر وہ شخص جو حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کو حضرت علی پر فضیلت دیتا ہے وہ ناصبی ہے۔ اور علی سے بغض رکھتا ہے۔

یہ اسی قسم کی تعریف ہے جیسا کہ موجودہ دور کے سنی علماء ہر اس شخص پر ناصبی ہونے کا حکم لگا دیتے ہیں جو شیعوں کی افسانہ سازیوں کی مخالفت کرے۔ اور اس طرح شیعوں کی ہمنوائی کرکے مذہب تشیع کی اشاعت کی خدمات انجام دیتے ہیں

جعفر بن محمد نے ناصبی کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے

انه لیس الناصب من نصب من اهل البیت فانا لا تجد رجلا یقول انا ابغض آل محمد ولکن الناصب من نصب لکم وهو یعلم انکم تولونا وانتم شیعتنا۔	ناصب وہ نہیں ہے جو اہلبیت کے مقابلہ میں کھڑا ہو، کیونکہ ہمیں ایسا شخص کوئی نظر نہیں آتا (کیا معاویہ و یزید بھی نہیں) اور کوئی شخص یہ نہیں کہتا کہ میں آل محمد سے بغض رکھتا

ہوں، لیکن ناصب وہ ہے جو تمہاری مخالفت کرے، حالانکہ وہ جانتا ہے کہ تم ہمارے دوست اور ہمارے شیعہ ہو (استبصار ص ۱۰ ج ۴)

یعنی جو بھی شیعوں کی مخالفت کرے وہ ناصبی ہے، ہمارے سنی علماء بھی تقریباً یہی تصور کئے ہوئے ہیں کہ جو شیعوں کی ان غلط روایات کی تردید کرے جو انھوں نے حضرت علی اور انکے اولاد کے سلسلے میں مشہور کر رکھی ہیں وہ ناصبی ہے

ملا باقر مجلسی لکھتا ہے۔

ابن ادریس نے کتاب السرائر میں کتاب مسائل محمد بن علی بن عیسیٰ سے روایت کی ہے کہ لوگوں نے علی نقی کی خدمت میں عریضہ لکھا کہ ہم ناصبی کے جاننے اور پہچاننے کے اس سے زیادہ محتاج ہیں کہ حضرت امیر المومنین پر ابوبکر و عمر کو مقدم جانے اور ان دونوں کی امامت کا اعتقاد رکھے۔ حضرت نے جواب میں فرمایا سو جو شخص یہ اعتقاد رکھتا ہے وہ ناصبی ہے۔ (حق الیقین، ج ۵ ص ۶۸۸)

ستر عورت اور شیعوں کی بے شرمی

ہر حکومت وقت کو اسلامی معاشرہ کی تشکیل کیلئے برہنگی، عریانی اور بے حیائی کو روکنے کیلئے احکامات نافذ کرنے پڑتے ہیں۔ انگریز کے قانون میں بھی ایسی دفعات موجود ہیں جنکی رو سے فحاشی اور عریانی کو قابل مواخذہ جرم قرار دیا گیا ہے۔ لیکن شیعہ مذہب کی رو سے ایسی حرکات پر مواخذہ ممکن نہیں۔ اس سلسلہ میں شیعہ مذہب کی چند روایات پیش کی جا رہی ہیں۔ فیصلہ قارئین کرام خود فرمالیں۔

یہ امر اخلاق انسانی کے دائرہ میں داخل ہے کہ انسانی جسم کے بعض حصے ایسے ہیں کہ انھیں ہر حال میں دوسروں سے مستور رکھنا چاہیئے۔ یہ دوسری شئے

يقول من كان يؤمن بالله واليوم الآخر فلا يدخل الحمامة الا بمئزر قال فدخل ذات يوم الحمام فتنور فلما اطبقت النورة على بدنه القى المئزر فقال له مولى له انت تتوصينا بالمئزر ولزمه وقد القيته فقال اما علمت ان النورة قد اطبقت العورة ۔ (فروع کافی ص۵۰۲ ج۲)

اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ حمام میں بغیر تہمد کے داخل نہ ہو، راوی کہتا ہے کہ ایک روز باقر حمام میں داخل ہوئے ۔ اور زیر ناف بالوں کی صفائی کیلئے اپنے بدن پر چونا لگایا جب چونا لگا چکے تو تہمد اتار کر پھینک دیا، تو ان سے انکے غلام نے کہا آپ تو ہمیں تہمد باندھنے کی نصیحت فرماتے تھے، اور اب آپنے خود تہمد اتار دیا انھوں نے فرمایا کیا تو نہیں جانتا کہ چونے نے شرمگاہ کو چھپالیا ہے ۔

"من لا یحضرہ الفقیہ" میں تفصیل دی ہے کہ امام جعفر حمام میں چونے کا طلا کرتے تھے، اسی طرح امام باقر کا فعل درج ہے کہ حمام میں بدن پر چونے طلا کرتے تھے، جب عضو مخصوص پر چونا مل لیتے تو غلام کو اندر بلا لیتے، ایکدن غلام نے عرض کی

وما من الايام الذى تكره ان اراه قد رايته قال كلا ان النورة سترة ۔ (من لا یحضرہ الفقیہ ص۶۵ ج۱)

ایک روز میں نے کہا کہ جسم کے جن حصوں کو میرے لئے دیکھنا حلال نہیں، انھیں تو میں دیکھ لیتا ہوں، انھوں نے فرمایا ہرگز نہیں کیونکہ چونا ستر عورت ہے ۔

فروع کافی میں جعفر کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے ۔

النظر الى عورة من ليس بمسلم مثل نظرك الى عورة الحمار ۔ (فروع کافی ص۵۰۰ ج۲)

غیر مسلم یعنی (غیر شیعہ) کی شرمگاہ کو دیکھنا ایسا ہی ہے جیسے گدھے کی شرمگاہ کو دیکھنا ۔

ہے کہ انسان ترقی معکوس کرتے کرتے ایسی منزل پر پہنچ جائے، جہاں جانوروں کی مماثلت پیدا کرکے اپنے لئے لباس عریانی کو کافی تصور کرے ۔ بلکہ اسے تہذیب اور ترقی کی معراج تصور کرنے لگے ۔

پھر تمام مذاہب عالم میں عبادت کے سلسلہ میں جسم کے کچھ حصے پوشیدہ رکھنے کی تعلیم دی جاتی ہے ۔ جسے اصطلاح شریعت میں ستر عورت کہتے ہیں، اسلام میں مردوں کے لئے ستر کی حدود اور ہیں اور عورتوں کے لئے اور، مگر ان دونوں میں کافی پابندی اور تکلیف کو دخل ہے ۔ اس کے برعکس فقہ جعفریہ میں اس سلسلہ میں اتنی آسانیاں رکھی گئی ہیں کہ مغربی تہذیب جہاں تک چاہے ترقی کر جائے وہ اس منزل پر نہیں پہنچ سکتی، جس منزل پر اسے فقہ جعفریہ نے پہنچا دیا ہے

فروع کافی طبع جدید تہران میں مرقوم ہے ۔ ابو الحسن فرماتے ہیں:۔

العورة عورتان القبل والدبر فاما الدبر مستور بالاليتين فاذا سترت القضيب والبيضتين فقد سترت العورة وفى رواية اخرى واما الدبر فقد سترته الاليتان واما القبل فاستره بيد (فروع کافی ص۵۰۱، ۵۰۲ ج۲)

پردے کے لائق دو حصے ہیں، قبل اور دبر، دبر تو کولھوں میں چھپی ہوئی ہے اور قبل کا معاملہ یہ ہے کہ جب تو پیشاب گاہ اور بیضوں کو چھپالے گا تو نے پردہ کرلیا، اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ دبر کو کولھوں نے چھپالیا اور اگلے حصے کو ہاتھ سے چھپالے ۔

یہ فتوی تو بقول شیعہ حضرت علیؓ کا ہے ۔ مجذوبین کا وہ طبقہ جو بازاروں میں ننگا پھرتا نظر آتا ہے وہ غالباً اسی فیصلے پر عمل پیرا ہے ۔ اب شیعوں کے امام باقر کا ذاتی عمل بھی ملاحظہ کرلیجئے ۔

ان ابا جعفر عليه السلام كان

ابو جعفر یعنی باقر فرماتے تھے کہ جو شخص

"من لا یحضرہ الفقیہ" میں یہ قول ذرا تفصیل سے منقول ہے۔ اس کے الفاظ ہیں

انما کرہ النظر الیٰ عورۃ المسلم و اما النظر الیٰ عورۃ من لیس بمسلم مثل النظر الیٰ عورۃ الحمار (من لا یحضرہ الفقیہ ص ۶۳/۱۷۰)	امام جعفر فرماتے ہیں کہ مسلم (شیعہ) کی شرمگاہ دیکھنا مکروہ ہے، اور جو غیر مسلم ہے (یعنی غیر شیعہ) اس کی شرمگاہ دیکھنا ایسا ہی ہے جیسے گدھے کی شرمگاہ دیکھنا

ان دونوں اقوال کو دوبارہ پڑھیئے اور غور کیجیئے کہ جعفر کے نزدیک غیر مسلم کی پیشاب گاہ دیکھنے میں کوئی حرج نہیں اور یہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ مذہب شیعہ کی رو سے سنی سب کافر ہیں لہٰذا سنیوں کی پیشاب گاہ دیکھنے میں کوئی برائی واقع نہیں ہو گی۔

میں تو اہلسنت والجماعت سے صرف اتنا ہی عرض کر سکتا ہوں کہ اپنی عورتوں کو انکی نظروں سے بچا کر رکھئے۔ جب ان کے بڑوں کا یہ کردار ہے تو چھوٹوں کا اللہ ہی مالک ہے، ویسے اہلسنت کے مرد اگر پسند کریں تو بے شک ان کے سامنے برہنہ ہو جائیں۔ لیکن جسم پر چونا لگا کر

ان تمام روایات اور مسائل پر ایک بار نظر ڈالئے اور سوچئے کہ کوئی بد سے بدتر اور بے حیا انسان بھی اپنے معتقدین کو اس قسم کی تعلیم کسی صورت میں نہیں دے سکتا، کجا کہ حضرت علی اور انکی اولاد سے اس قسم کی لغویات کا اظہار ہو یا حاشا وکلا اس قسم کا عمل ان حضرات کا رہا ہو، گویا جب آل رسول کے پردے میں آل رسول کو بدنام کیا جانا، اور انھیں بے حیا ثابت کر کے ان پر تبرا کیا جاتا ہے۔ اسی سے شیعہ مذہب کی حقیقت ظاہر ہو جاتی ہے کہ انکا مقصود اسلام کی مخالفت اور اسلام کے نام لیواؤں کو بدنام کرنا ہے۔

ہم نے دل پر جبر کر کے یہ تمام روایات پیش کی ہیں تاکہ شیعوں کا باطن سنیوں

کے سامنے واضح ہو جائے۔ اور وہ خوب سمجھ لیں کہ شیعہ سنی بھائی چارے کا نتیجہ کیا برآمد ہو گا۔

ہمارا یہ دعوی کہ شیعہ مذہب، اسلام، صحابہ کرام، حضرت علی اور انکی اولاد بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نہ صرف دشمن ہیں بلکہ وہ ان سب حضرات پر تبرا کرتے ہیں۔ اس کا ثبوت وہ ان کی فرضی حدیث ہے جو تفسیر منہج الصادقین میں ص ۴۷ - د ص ۲۷۳ پر مروی ہے جسکے الفاظ حسب ذیل ہیں

قال ارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من تمتع مرۃ درجتہ کدرجۃ الحسین ومن تمتع مرتین درجتہ کدرجۃ الحسن ومن تمتع ثلاث مرات درجتہ کدرجۃ علی ومن تمتع اربع مرات درجتہ کدرجتی	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس نے ایک بار متعہ کیا۔ اسکا درجہ حسین کے برابر ہے۔ جس نے دوبار متعہ کیا اس کا درجہ حسن کے برابر ہے جس نے تین مرتبہ متعہ کیا۔ اس کا درجہ علی کے برابر ہے۔ اور جس نے چار بار متعہ کیا، اسکا درجہ میرے برابر ہے۔

یعنی ایک بار زنا کرنے سے حضرت حسین کا رتبہ، دو بار زنا کرنے سے حضرت حسن کا رتبہ، ۳ بار زنا کرنے سے حضرت علی کا رتبہ اور چار بار زنا کرنے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا رتبہ حاصل ہوتا ہے۔ گویا مرتبۂ نبوت، مرتبۂ صحابیت، مرتبہ شہادت اور مرتبۂ ولایت و امامت ان کی نظروں میں زنا کا درجہ رکھتے ہیں۔ اس سے بڑھکر اور تبرا کیا ہو گا۔ اور کیا ایسا شخص مسلمان کہلانے کا مستحق ہے۔

یہ بھی ذہن میں رہے کہ متعہ ہزار بار بھی ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے، یعنی جو چار بار سے زیادہ متعہ کرے گا۔ اس کا مقام نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم سے بلند و بالا ہوگا۔ ہمیں حیرت تو اس بات پر ہے کہ ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کو کیسے معاف کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام امتِ مسلمہ کو ان شیعوں کے شر سے محفوظ رکھے۔ آمین

رسم جہیز قرآن کی نظر میں — کتابچہ دلچسپ ہے۔ کسی مزید تعارف کا محتاج نہیں۔ قیمت ۳ روپیہ

الرحمٰن پبلشنگ ٹرسٹ رجسٹرڈ کی مطبوعات

علامہ حبیب الرحمٰن صدیقی کاندھلوی
کی تالیفات

۱۔ مذہبی داستانیں اور انکی حقیقت ۔ حصہ اوّل	۷۵/-
۲۔ مذہبی داستانیں اور انکی حقیقت ۔ حصہ دوم	۷۵/-
۳۔ مذہبی داستانیں اور انکی حقیقت ۔ حصہ سوئم	۷۵/-
۴۔ مذہبی داستانیں اور انکی حقیقت ۔ حصہ چہارم	۷۵/-
۵۔ شب برات ایک تحقیقی جائزہ	۷۰/-
۶۔ صحابہ کرام رض قرآن کی نظر میں	۵۰/-
۷۔ کیا ہمارا قرآن ایک ہے ؟	۵۰/-
۸۔ عقیدہ ایصال ثواب قرآن کی نظر میں حصہ اوّل	۳۰/-
۹۔ عقیدۂ ایصال ثواب (مذاکرہ) حصہ دوم	۳۰/-
۱۰۔ فاتحہ خلف امام	۱۵/-
۱۱۔ تحقیق عمر عائشہ	۹/-
۱۲۔ شب برأت کیا ہے ؟	۱۰/-
۱۳۔ عقیدہ ظہور مہدی	۷/-
۱۴۔ کیا متعہ حلال ہے ۔	۵/-
۱۵۔ اسلام میں حفظ مراتب	۴/-
۱۶۔ سماع حسن	۵/-

ٹرسٹ کی دوسری مطبوعات

۱۔ قرآن آخری معجزہ ۔ احمد دیدات (جنوبی افریقہ) ترجمہ نظام الدین خان	۱۶/-
۲۔ تقلید ۔ مولوی محمد (رام پور ۔ بھارت)	۴/-
۳۔ وراثت ۔ مقبول احمد برنی	۱۲/-
۴۔ رسم جہیز ۔ محمد نیاز	۳/-
۵۔ علامہ سید سلیمان ندوی کی شان جامعیت (قاضی سید عبدالحنان) قسم اوّل	۶۰/-
قسم دوم	۴۰/-
۶۔ جمع القرآن ۔ علامہ تمنا عمادی	۷۰/-
۷۔ انتظار مہدی و مسیح علیہ السلام علامہ تمنا عمادی	۷۰/-
۸۔ اعجاز القرآن علامہ تمنا عمادی	۱۵۰/-
۹۔ حقیقی اہل بیت رسول ص السید طاہر المکی	۸/-
۱۰۔ شمع حقیقت ۔ قاضی محمد علی	۷۵/-

ہر بڑے کتب فروش سے دستیاب ہیں

شائع کردہ

الرحمٰن پبلشنگ ٹرسٹ رجسٹرڈ

1 - A - 7/3 ناظم آباد کراچی 74600 ۔ فون: 621449

الرحمن پبلشنگ ٹرسٹ رجسٹرڈ کی مطبوعات

علامہ حبیب الرحمن صدیقی کاندھلوی

کی تالیفات

1. مذہبی داستانیں اور انکی حقیقت۔ حصہ اوّل ۷۵/-
2. مذہبی داستانیں اور انکی حقیقت۔ حصہ دوم ۷۵/-
3. مذہبی داستانیں اور انکی حقیقت۔ حصہ سوئم ۷۵/-
4. مذہبی داستانیں اور انکی حقیقت۔ حصہ چہارم ۷۵/-
5. شب برات ایک تحقیقی جائزہ ۷۰/-
6. صحابہ کرامؓ قرآن کی نظر میں ۵۰/-
7. کیا ہمارا قرآن ایک ہے؟ ۵۰/-
8. عقیدہ ایصالِ ثواب قرآن کی نظر میں حصہ اوّل ۳۰/-
9. عقیدہ ایصال ثواب (مذاکرہ) حصہ دوم ۳۰/-
10. فاتحہ خلف امام ۱۵/-
11. تحقیق عمر عائشہ ۹/-
12. شب برأت کیا ہے؟ ۱۰/-
13. عقیدہ ظہور مہدی ۷/-
14. کیا متعہ حلال ہے۔ ۵/-
15. اسلام میں حفظ مراتب ۴/-
16. سماع حسن ۵/-

ٹرسٹ کی دوسری مطبوعات

1. قرآن آخری معجزہ۔ احمد دیدات (جنوبی افریقہ) ۱۶/-
ترجمہ نظام الدین خان
2. تقلید۔ مولوی محمد (رام پور۔ بھارت) ۴/-
3. وراثت۔ مقبول احمد برنی ۱۲/-
4. رسم جہیز۔ محمد نیاز ۳/-
5. علامہ سید سلیمان ندوی کی شان جامعیت
(قاضی سید عبدالحنان) قسم اوّل ۶۰/-
قسم دوم ۴۰/-
6. جمع القرآن۔ علامہ تمنا عمادی ۷۰/-
7. انتظار مہدی و مسیح علیہ السلام
علامہ تمنا عمادی ۷۰/-
8. اعجاز القرآن
علامہ تمنا عمادی ۱۵۰/-
9. حقیقی اہل بیت رسولؐ
السیّد طاہر المکی ۸/-
10. شمع حقیقت۔ قاضی محمد علی ۷۵/-

ہر بڑے کتب فروش سے دستیاب ہیں

شائع کردہ

الرحمن پبلشنگ ٹرسٹ رجسٹرڈ

7/3 - A - 1 ناظم آباد کراچی 74600۔ فون: 621449